''لغت کبیر اردو'' کی تدوین۔ایک محاکمہ

ڈاکٹر شازیہ عنبرین*

Abstract:

This article is about the lexicographical contributions of Babay Urdu Molvi Abdul Haq. It tells us the whole story of the editing of Lughat-e-Kabir. It also depicts the principles of lexicography which were applied during the editing of this Lughat. The article also analysis these standards.

'لغت کبیر اردو' کی ترتیب و تدوین میں بابائے اردو مولوی عبدالحق نے اپنی زندگی کا ایک طویل عرصہ صرف کیا لیکن اس کی اشاعت ان کی وفات کے بعد ممکن ہو پائی۔ 'لغت کبیر اردو' جلد اوّل (حصہ اوّل) کی پہلی اشاعت انجمن ترقی اردو پاکستان سے ۱۹۷۳ء میں ہوئی جس کا متن چار سو بیس (۴۲۰) صفحات پر مشتمل تھا۔ جلد اوّل (حصہ دوم) انجمنِ ترقی اردو نے ۱۹۷۵ء میں شائع کی جس میں ابتدائیے کے طور پر ادارے کی طرف سے دس سطروں کے ساتھ متن کے چار سو تہتر (۴۷۳) صفحات (۴۲۱ تا ۸۹۴) شامل ہیں جبکہ 'لغت کبیر اردو' جلد دوم (حصہ اول) ۱۹۷۷ء میں منظرِ عام پر آئی جو دو سو ستاون (۲۵۷) صفحات پر مشتمل ہے۔ جلد اوّل (حصہ اوّل) اور جلد دوم (حصہ اوّل) میں جمیل الدین عالی کا 'حرفے چند' ڈاکٹر شوکت سبزواری کا 'تعارف' اور مولوی عبدالحق کا طویل مقدمہ 'اردو لغات اور لغت نویسی' بھی شامل ہیں۔ جلد دوم (حصہ اوّل) میں مولوی سیّد ہاشمی فرید آبادی کی تصنیف 'پنجاہ سالہ تاریخ انجمن ترقی اردو' سے دو صفحات (صفحہ نمبر ۵۵ اور صفحہ نمبر ۵۶) 'تاریخ تدوین پر خلاصہ بیان' کے عنوان کے تحت شامل کتاب کیے گئے ہیں تا کہ واضح ہو کہ اس لغت کی تدوین کب، کیسے اور کن مقاصد کے تحت کی گئی۔

ایک مستند اردو لغت کی تدوین کا خیال بہت پہلے سے مولوی عبدالحق کے ذہن میں تھا۔ مروّجہ اردو لغات

* شعبہ اُردو، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان۔

کی خوبیوں اور خامیوں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے وہ ایک مثالی اردو لغت انجمن ترقی اردو سے شائع کرنا چاہتے تھے۔ ان وقت اردو میں فرہنگ آصفیہ اور نور اللغات متداول تھیں۔ امیر مینائی کی امیر اللغات کی صرف ایک جلد (حرف الف) چھپی تھی۔ بابائے اردو ایک ایسی جامع لغت مدون کرنا چاہتے تھے جس میں الفاظ کی اصل اور گذشتہ تاریخ کو تفصیل کے ساتھ لکھا جائے۔ جس میں مفرد الفاظ کے ساتھ مرکب الفاظ اوران کے معانی کی تفہیم کا بندوبست بھی کیا جائے۔ جس میں قدیم اور جدید اصطلاحات علم وفن بھی شامل ہوں۔ ان سب باتوں کی طرف سابقہ لغت نویسوں نے کوئی خاص توجہ نہیں کی تھی۔ اس لیے بابائے اردو مولوی عبدالحق ایک ایسی اردو لغت ترتیب دینا چاہتے تھے جوان سب اسقام سے پاک ہو۔ اس کے لیے انہوں نے باقاعدہ منصوبے کے تحت کام بھی شروع کر دیا تھا، 'الناظر' کے اسسٹنٹ ایڈیٹر ومنیجر علامہ محوی صدیقی کی خدمات بھی حاصل کر لی تھیں۔ یہ ۲۴-۱۹۲۳ء کا زمانہ تھا۔ ان دِنوں محوی صدیقی عثمانیہ انٹرمیڈیٹ کالج میں فارسی کی تدریس بھی کرتے تھے اور تقریباً سو صفحات فل اسکیپ سائز ہر ماہ تیار کر کے وہ مولوی صاحب کے حوالے کر دیتے تھے 'ن' کی ردیف ختم ہونے تک یہ کام برابر جاری رہا۔(۱)

لیکن وسائل کی کمی کی بدولت وہ اس کام کو بڑے پیمانے پر شروع نہیں کر پائے تھے۔ ۱۹۳۰ء میں بابائے اردو مولوی عبدالحق اورنگ آباد کالج کی صدارت سے سبکدوش ہوئے تو حکومت حیدرآباد نے انہیں 'جامعہ عثمانیہ' کے شعبۂ اردو کی صدارت کی پیش کش کی۔ جسے انہوں نے اس شرط پر قبول کیا کہ حکومت حیدرآباد انہیں اردو لغت کے منصوبے کی تکمیل کے لیے مالی وسائل مہیا کریں۔ اس شرط کو مانتے ہوئے حکومتِ حیدرآباد نے دس برس کے لیے بارہ ہزار روپے (سکہ عثمانیہ) سالانہ کی رقم کی امداد کی منظوری دی۔(۲) منظوری ملتے ہی بابائے اردو نے باضابطہ طور پر اردو لغت کی تدوین کا کام شروع کر دیا اور باقاعدہ ایک کمیٹی بنائی جس میں ڈاکٹر عبدالستار صدیقی، پنڈت برجموہن دتاتریہ کیفی اور سید ہاشمی فریدآبادی، پنڈت ونشی دھر اور احتشام الدین حقی شریک تھے۔ مذکورہ بالا حضرات کے علاوہ دیگر اہلِ علم حضرات کے نام مولوی عبدالحق کے خطوط اردو لغت کی تدوین کے مختلف مراحل پر روشنی ڈالتے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالستار صدیقی کے نام ۱۶/اگست ۱۹۳۰ء کے خط میں مولوی صاحب اردو لغت کے منصوبے کی منظوری کی اطلاع دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''میری اردو لغات کی اسکیم سرکار سے منظور ہو چکی ہے۔ عربی اور فارسی کا کام آپ کے سپرد ہوگا۔''(۳)

۱۳/اکتوبر ۱۹۳۰ء کے خط میں ان کو کام کی نوعیت سمجھاتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''آپ 'الف' کو لے لیجیے، سب سے سہل تدبیر یہ ہے کہ آپ 'نور اللغات' کی پہلی جلد لے کر اس میں عربی اور فارسی کے جتنے الفاظ آئیں، انہیں لکھتے چلے جائیں۔ اب اردو کی مستند کتابیں اور اساتذہ کا کلام پڑھنے کے بعد جو عربی، فارسی کے لفظ ہمیں ایسے ملیں گے جو اس لغت میں نہیں ہیں وہ آپ کو الگ بھیج دیئے جائیں گے اس کے

علاوہ اسلامی شرع، فلسفہ، منطق، طب، موسیقی کے اصطلاحی لفظ جمع کرنے پڑیں گے۔ اسلامی شرع کے الفاظ کا اہتمام تو آپ ہی کیجیے۔ باقی کا انتظام میں کرلوں گا۔''(۴)

'لغت کبیر اردو' کی ترتیب کا کام مولوی صاحب نے بڑے جوش اور ولولے کے ساتھ باقاعدہ منصوبے کے تحت شروع کیا۔ وہ کمیٹی کے ارکان کی کارکردگی کی ہر لمحہ خبر رکھتے۔ ارکان کی نہ صرف حوصلہ افزائی کرتے بلکہ ان کے کام میں مکمل معاونت بھی کرتے۔

''یہ خوب ہوا کہ لغت کا کام آپ نے شروع کر دیا Sesingass کی لغت کے لیے میں آج ہی تاراپورے والے کو لکھ دیتا ہوں وہ آپ کی خدمت میں پہنچ جائے گی۔ 'بہارِ عجم' بھی تلاش کر کے بھیجوں گا۔ آپ کا کہنا بالکل درست ہے کہ اردو ادب کی کتابیں پڑھنے والے جو لائق بھی ہوں اور محتاط بھی، مشکل سے دستیاب ہوتے ہیں بہر حال میں نے کم از کم چار آدمی تلاش کر لیے ہیں۔''(۵)

'لغت کبیر' کی تدوین کرتے ہوئے مولوی صاحب نے اردو کی مستند کتابوں اور اساتذہ کے کلام سے بھی بھرپور استفادہ کیا۔ الفاظ کی اصل اور سرگزشت کا پتہ چلانے کے لیے سنسکرت اور ہندی زبانوں کے ماہر پنڈت ونشی دھر کی خدمات حاصل کیں۔ عربی الاصل الفاظ کے مادے تلاش کرنے کے لیے عربی داں حضرات کی ایک کمیٹی ڈاکٹر عبدالستار صدیقی کی نگرانی میں بنائی۔ نظرِ ثانی خود مولوی صاحب کیا کرتے تھے۔ مولوی احتشام الدین دہلوی اردو لغت کی ترتیب و تدوین میں مولوی صاحب کے خاص مددگار رہے۔ اس لیے کئی لوگ مولوی عبدالحق کی بجائے عزت و توقیر اور تعریف و تحسین کا اصل مستحق احتشام الدین دہلوی کو سمجھتے ہیں۔ شاہد احمد دہلوی لکھتے ہیں:

''لغت کا سارا کام مولوی صاحب نے مولوی احتشام الدین حقی دہلوی کو سونپ دیا تھا۔ یہ صاحب اٹھارہ گھنٹے روزانہ لغت کا کام کرتے تھے اور اس محنت اور جانفشانی سے کہ پورا ترقی اردو بورڈ مع اپنے وسیع وسائل کے نہیں کر رہا۔ حقی صاحب کو مولوی صاحب پانچ سو روپے ماہانہ دیتے تھے۔ اس میں ان کے اخراجات مشکل سے پورے ہوتے تھے، مگر حقی صاحب پیسے کے لیے کام نہیں کرتے تھے۔ کام کے لیے کام کرتے تھے اور جب وہ کام میں منہمک ہوتے تھے تو انہیں دین دنیا کی خبر تک نہیں رہتی تھی۔ ان کی بیگم بار بار دروازے کے قریب آ کر کہتی تھیں 'کھانا کھا لیجیے' اور حقی صاحب 'اچھا' کہتے اور بھول جاتے۔ یہ تماشا میں نے حیدرآباد میں بھی دیکھا اور دلّی میں بھی۔ دلّی میں جب انجمن کی امداد کم ہوئی تو مولوی صاحب نے حقی صاحب کے پانچ سو روپے کے بدلے ڈھائی سو روپے کر دیئے تھے مگر حقی صاحب کے کام کرنے کے

انداز میں فرق نہ آیا۔۔۔۔جب انجمن کی امداد بند ہوگئی تو مولوی صاحب نے حقی صاحب سے کہہ دیا کہ کام بند کردو، تمہیں تنخواہ نہیں ملے گی۔۔۔۔لیکن وہ بے مزدوری کام کرتے رہے۔''(۶)

جبکہ ہاشمی فرید آبادی 'پنجاہ سالہ تاریخ انجمن ترقی اردو' میں لکھتے ہیں:

''مولوی احتشام الدین حقی دہلوی مددگار مقرر ہوئے۔مرحوم، اردو زبان کے ادیب ابن ادیب تھے اور ان سے بہتر اس کام میں مددگار ملنا مشکل تھا مگر ایک عرصے بعد انجمن کے بعض مخالفوں نے تالیف کی ساری کارگزاری جوان مرحوم سے منسوب کی یہ محض مبالغہ اور فتنہ طرازی کی بات تھی۔ان کا کام صرف مطبوعہ اور دوسروں کی تلاش کردہ الفاظ کو ترتیب سے جمانا، ان کے معنی اور شرح کی ضرورت ہو تو صاف اور سلیس لکھنا تھا۔محاورات اور مرکبات جو ان کے خیال میں چھوٹ گیا تھا وہ اضافہ کردیتے تھے اور ان کے محل استعمال کی مثالیں تحریر کرتے تھے مگر یہ اکثر غیر ضروری ثابت ہوئیں اور دو دو تین تین دفعہ کی نظر ثانی میں خذف کردی گئیں۔نظر ثانی خود مولوی صاحب اور ایک کمیٹی کرتی رہتی تھی۔''(۷)

اردو لغت کا کام جاری تھا کہ ۱۹۳۶ء کی ناگپور کانفرنس کے بعد اردو ہندی کا مسئلہ اُٹھ کھڑا ہوا جس کی وجہ سے مولوی صاحب کی توجہ بٹ گئی۔۱۹۳۸ء میں انجمن ترقی اردو اور مولوی صاحب اورنگ آباد سے دہلی منتقل ہو گئے۔'اردو لغت' کی تدوین کا کام یہاں بھی جاری رہا۔دسمبر ۱۹۳۸ء کو مولانا عبدالماجد دریابادی کے نام خط میں لکھتے ہیں:

''اس زمانے میں مَیں برابر پھرتا رہا۔علی گڑھ، الہ آباد، پٹنہ، لاہور وغیرہ کا دورہ رہا۔ ابھی دفتر پوری طرح جما نہیں ہے۔ایک آدھ مہینے میں سب ٹھیک ہو جائے گا۔مددگار کی شدید ضرورت ہے۔اس کے نہ ہونے سے اردو لغت کا کام التوا میں پڑا جاتا ہے، یہاں آنے سے پہلے میں نے سر اکبر حیدری کو ایک خط لکھا تھا کہ سیّد ہاشمی صاحب کی ملازمت پورے پچیس سال کی تصور کرکے انہیں موجودہ گریڈ کا پورا وظیفہ فرما دیں۔ اس کی کاروائی ہو رہی ہے۔یہ ہو جائے تو مجھے ایک گونہ فرصت مل جائے گی۔پنڈت برجموہن دتاتریہ کیفی صاحب بھی میرے ساتھ رہ کر کام کرنے کے لیے آمادہ ہیں۔''(۸)

۱۹۴۵ء تک اردو لغت کا کام تکمیل کے آخری مراحل میں داخل ہو چکا تھا اور ساتھ ہی ساتھ لغت کی طباعت بھی شروع ہو چکی تھی۔پروف ریڈر کی حیثیت سے احتشام الدین دہلوی کا تقرر کیا گیا تھا۔(۹) لیکن افسوس

وہ اس کام کو تکمیل تک نہ پہنچا سکے، وہ لغت کے آخری حصے کی نظر ثانی کر رہے تھے کہ اعصابی نظام نے جواب دے دیا۔ چندروز ہسپتال میں رہ کر اللہ کو پیارے ہو گئے۔(۱۰)

عبدالماجد دریا آبادی کے نام ایک مکتوب میں مولوی صاحب نے اردو لغت کی طباعت کی تفصیل رقم کی ہے:

''اردو لغت کا کام جاری ہے اس وقت اس کی طباعت کا انتظام کیا جا رہا ہے پہلی جلد تیار ہے۔طبع کے متعلق یہ تجویز ہوئی کہ ٹائپ (نسخ) میں دارالطبع سرکار عالی میں چھپوائی جائے۔اس بارے میں یہ مشکل پیش آئی کہ اعراب نہیں لگائے جا سکتے۔بہت کچھ گفت وشنید کے بعد ناظم مطبع اس پر رضا مند ہوئے کہ اصل لفظ پر اعراف لگانے کا انتظام کر دیا جائے لیکن لفظ کے معنی اور تشریح میں جو عبارت ہو گی اس میں کہیں اعراب نہیں لگایا جا سکتا۔اگر کسی ایک لفظ پر بھی کوئی ایک اعراب لگایا گیا تو اوپر نیچے پوری ایک سطر خالی چھوڑنی پڑے گی۔ناچار میں نے بھی اسے منظور کر لیا۔''(۱۱)

طباعت کا کام جاری تھا کہ تقسیم ملک کا خون ریز ہنگامہ شروع ہو گیا۔ برصغیر کے دیگر شہروں کے ساتھ ساتھ دہلی میں بھی فسادات ہوئے۔ دہلی میں انجمن ترقی اردو کا دفتر بھی محفوظ نہ رہ سکا۔حملہ آوروں نے ضروری کاغذات اور قلمی نسخے الماریوں سے نکال کر پھینک دیئے۔کتابوں کی قدر و قیمت سے تو وہ لوگ آگاہ نہیں تھے البتہ کپڑے، برتن اور دیگر قیمتی سامان لوٹ کر لے گئے۔اس لوٹ مار میں اردو لغت کے مسودات بھی ضائع ہو گئے۔ مولوی عبدالحق اور دیگر لغت نویس حضرات کی برسہا برس کی محنت اور حکومت آصفیہ کا لاکھوں روپیہ ان فسادات کی نذر ہو گیا۔ جب انجمن کے دفتر پر حملہ ہوا ان دنوں مولوی صاحب لغت اور انجمن کی امداد کے سلسلے میں حیدرآباد گئے ہوئے تھے۔اس کی تفصیلات بابائے اردو نے سید ہاشمی فرید آبادی کی 'پنجاہ سالہ تاریخ انجمن ترقی اردو' کے چھٹے باب بعنوان 'تقسیم ملک کے فسادات اور انجمن کی ہجرت' میں بیان کی ہیں:

''یہ ۱۵ر جولائی (۱۹۴۷ء) منگل کا دن تھا۔اسی روز ہم دوپہر کے بعد حیدرآباد پہنچ گئے۔ وہاں مجھے رسالہ سائنس اور سائنس کمیٹی کے متعلق بعض معاملات طے کرنے تھے۔اردو لغت کی طباعت، پروف ریڈر کے تقرر کے بارے میں بعض اُمور کا فیصلہ کرنا تھا جو ایک مدت سے زیرِ بحث تھے۔ نیز انجمن کے متعلق جو بعض غلط فہمیاں پیدا ہو گئی تھیں انہیں رفع کرنا تھا۔''(۱۲)

اور جب مولوی صاحب حیدرآباد سے دہلی پہنچے تو سب کچھ برباد ہو چکا تھا۔

''کئی بڑے بڑے صندوق تھے جن میں میرے نوٹ اور یادداشتیں مختلف قسم کی اور خاص کر اردو لغات کے متعلق بہت سامان، الفاظ کی اصل کا تحقیقی سرمایہ، اردو زبان کی

تاریخ کی یادداشتیں اور مضمون اور اردو ہندی تنازع کے متعلق بہت سے قدیم کاغذات اور بہت بڑا حصہ اردو لغات کے صاف کیے ہوئے مسودوں کا تھا۔۔۔ کاغذات کے جو صندوق تھے وہ انہیں بہت پسند آئے، کاغذات تو انہوں نے وہیں پھینک دیئے اور صندوق لے کر چلے بنے۔'' (۱۳)

''بہت سے کاغذات ہوا میں اُڑ گئے اور کچھ آنے جانے والوں کی روندن میں آ گئے۔۔۔ مالک مکان نے اپنی مہربانی سے وہ سب اخبار اور رسالے اور بہت سی ردی اور صحن میں باقی ماندہ پڑی ہوئی کتابیں اور کاغذات ڈھو کر باورچی خانے میں، غسل خانوں، گودام ، برآمدوں اور کتاب خانے کے بغلی کمرے میں پھینکوا دیئے۔۔۔ کسی کتاب کا کوئی کاغذ ایک جگہ سے اور کوئی کہیں دوسری جگہ سے ملا۔ اس تلاش اور چھٹائی میں کئی مہینے لگ گئے۔'' (۱۴)

مولوی عبدالحق نے اردو لغت کی تباہی کی یہ داستان مختلف لوگوں کے نام لکھے گئے خطوط میں بھی تفصیلاً رقم کی ہے۔

''اردو لغت کا (جو زیرِ تالیف تھی) بہت سا حصہ بالکل تلف ہو گیا ہے لوگ کہتے ہیں کہ شکر کرو جان بچ گئی میں کہتا ہوں کہ جان تو کام سے ہے جس کام پر عمر صرف کی تھی جب وہی نہ رہا تو جان کہاں رہی۔'' (۱۵)

قیامِ پاکستان کے بعد 'انجمن' دہلی سے کراچی منتقل ہوگئی جہاں مولوی صاحب نے انجمن کے کاموں کا نئے سرے سے آغاز کیا۔ ان کاموں میں لغات نویسی کا کام سرِ فہرست تھا۔

''انجمن کے پاس اتنا سرمایہ نہ تھا کہ ایک آدھ مددگار اور کاتب ملازم رکھے۔ ناچار یہ کام مجھے خود ہی کرنا پڑا۔ انجمن کے کاموں سے جو وقت بچتا وہ میں اس میں صرف کرتا۔ بڑی کاوش اور محنت کے بعد تین حرف 'الف، ب اور بھ' مکمل ہوئے جو کم از کم دو ہزار صفحات پر آئے ہیں۔'' (۱۶)

وسائل کی کمیابی کے باوجود مولوی صاحب اردو لغت کی ترتیب و تالیف میں مصروف تھے کہ جون ۱۹۵۸ء میں حکومتِ پاکستان نے اردو کی ترقی کے لیے ایک بورڈ قائم کیا جسے آکسفورڈ انگلش ڈکشنری کے پیمانے پر اردو زبان کی ایک لغت تیار کرنے کا کام سونپا گیا اور مولوی عبدالحق کو اس اردو لغت کا مدیرِ اعلیٰ مقرر کیا گیا۔ (۱۷) مولوی صاحب نے جب 'مدیرِ اعلیٰ' کی حیثیت سے ذمہ داری قبول کی تو اس وقت 'ترقی اردو بورڈ' کے پاس نہ کوئی کتب خانہ تھا، نہ کارڈ نویس تھے نہ اسکالر تھے۔ مولوی صاحب نے فراخدلی کے ساتھ اراکین بورڈ کو انجمن کے کتب خانے سے عام استفادے کی اجازت کے ساتھ ساتھ اپنے مسودات بھی دیکھنے کے لیے دیئے۔ سید قدرت نقوی کے نزدیک

''بورڈ کے ابتدائی کام انجمن کے تعاون اوران کے مسودات کی رہنمائی پر مبنی ہے۔اصول وضوابط بھی انہی مسودات کو سامنے رکھ کر بنائے گئے ہیں۔ یہ مسودات اب بھی انجمن میں محفوظ ہیں۔''(۱۸)لیکن وقت گزرے کے ساتھ ساتھ حالات نے ایسی پیچیدگی اختیار کی کہ مولوی صاحب نے۱۲/جون۱۹۶۱ءکو مدیرِ اعلیٰ کے عہدے سے استعفیٰ دے دیا۔ دو ماہ بعد(اگست ۱۹۶۱ء) مولوی عبدالحق کا انتقال ہو گیا۔ان کی دونوں اردو لغات ان کی زندگی میں شائع نہ ہو سکیں۔ بارہ سو صفحات پر مشتمل ترقی اردو بورڈ کی 'اردو لغت' کی پہلی جلد ۱۹۷۷ء میں شائع ہوئی۔جس پر مدیر اعلیٰ کی حیثیت سے ڈاکٹر ابواللیث صدیقی کے ساتھ بابائے اردو مولوی عبدالحق کا نام بھی شامل ہے۔جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا کہ انجمن ترقی اردو کی ۵۵-۱۹۵۶ء کی سالانہ روئداد کے مطابق مولوی صاحب نے 'اردو لغت' کے حروف الف ممدودہ، الف مقصودہ، ب اور بھ پر مواد مکمل کر لیا تھا، لیکن ایک جلد میں سارا مواد سمانا مشکل تھا۔ بقول جمیل الدین عالی:

> ''اردو لغت پر اتنا بڑا کام اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا۔۔۔۔ یہ مواد موجودہ تقطیع کے تقریباً پانچ ہزار صفحات پر پھیلے گا۔ وسائل کی کمیابی کی بنا پر 'لغت کبیر اردو' کو بالاقساط کتابی شکل میں شائع کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔''(۱۹)

'انجمن ترقی اردو پاکستان' اب تک اس سلسلے کی دو جلدیں 'لغت کبیر اردو' جلد اوّل، حصہ اوّل (۱۹۷۳ء)، جلد اوّل، حصہ دوم (۱۹۷۵ء)، جلد دوم، حصہ اوّل (۱۹۷۷ء) شائع کر چکی ہے۔'لغت کبیر اردو' میں مولوی عبدالحق کا اکتالیس (۴۱) صفحات پر مشتمل ایک طویل مقدمہ (اردو لغات اور لغت نویسی) بھی شامل ہے۔ بابائے اردو مولوی عبدالحق کا یہ مقالہ رسالہ 'اردو' کے جنوری، اپریل ۱۹۵۹ء کے شمارے میں شائع ہوا تھا۔ اردو میں لغت نگاری کے حوالے سے یہ ایک جامع مقالہ ہے۔جس میں مولوی صاحب نے لغت نگاری کی اہمیت کو واضح کرنے کے ساتھ مستشرقین کی لغات کے علاوہ تقریباً سو لغات پر تبصرہ اور تعارف پیش کیا ہے جس سے ابتداء سے بیسوی صدی تک لکھی جانے والی لغات سے شناسائی ہوتی ہے۔مستشرقین اور اہلِ ہند کی مرتب کی ہوئی لغات کے علاوہ مولوی صاحب نے فارسی کی ان لغات کا بھی ذکر کیا ہے جن میں تشریح و توضیح کرتے ہوئے ہندی اور اردو کے الفاظ بھی بڑی تعداد میں لکھے ہوئے ملتے ہیں۔مولوی صاحب نے اپنے اس مقالے میں اردو کی مستند، جامع اور مکمل لغت مرتب کرنے کے بنیادی اُصولوں کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتایا ہے کہ ایک کامل لغت کے اندر کیا کیا ہونا چاہیے۔

> ''ایک کامل لغت میں ہر لفظ کے متعلق یہ بتانا ضروری ہوگا کہ یہ کب، کس طرح اور کس شکل میں اردو زبان میں آیا اور اس کے بعد سے اور اس وقت سے تا حال اس کی شکل و صورت اور معانی میں کا کیا تغیر ہوئے۔اس کے کون کون سے معنی متروک ہو گئے اور کون کون سے اب تک باقی ہیں اور اس میں اب تک کون کون سے معانی پیدا ہوئے۔ ان تمام اُمور کی توضیح کے لیے زبان کے ادیبوں کے کلام سے نظائر پیش کرنے ہوں گے ہر لفظ کی اصل کی تحقیق کرنی ہوگی یعنی یہ بتانا ہوگا کہ یہ کس زبان کا لفظ ہے۔اس

کی صورت وہی ہے جو اصل میں تھی یا بدل گئی ہے۔"(۲۰)

'اردو لغت' مرتب کرتے ہوئے مولوی صاحب نے ان تمام باتوں کو پیشِ نظر رکھا۔'لغت کبیر اردو' میں مولوی صاحب نے ان تمام نکات کو عملی شکل دے دی ہے۔ مذکورہ بالا لغت میں مولوی عبدالحق نے الفاظ کی مفرد اور مرکب صورتوں کے جملہ معانی کا بیان بڑی دِقتِ نظر سے پیش کیا ہے۔ ہر لفظ کی مختلف شکلیں جو آج رائج ہیں یا پہلے کبھی رائج تھیں سب درج کرنے کی کوشش کی ہے۔ الفاظ کے مآخذ کا بھی کھوج لگایا ہے۔ ہر لفظ کے معنی کی سند یا شہادت اردو ادب سے پیش کی گئی ہے۔ جو لفظ عام روزمرہ بول چال میں استعمال ہوتے ہیں ان کے معانی و مطالب کی وضاحت مثالوں سے کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ مستند، فصیح، عام، سوقیانہ، متروک الفاظ عورتوں اور پیشہ وروں سے مخصوص الفاظ اور مختلف علوم وفنون سے متعلق اصطلاحات کی بھی نشاندہی کی گئی ہے اور ان کے مختلف معانی مثالوں سے واضح کیے گئے ہیں۔

'لغت کبیر اردو' میں مولوی صاحب نے لفظوں کا صحیح تلفظ اعراب کی مدد سے متعین کیا ہے اور ہر لفظ کے معانی کے بیان کے ساتھ ساتھ اس کی جنس کا تعین بھی کیا ہے اور مختلف معانی کے اعتبار سے الفاظ کی قواعدی حیثیت بھی واضح کر دی ہے۔

لسانی نقطۂ نظر سے بھی 'لغت کبیر اردو' خصوصی اہمیت کی حامل ہے کیونکہ اس میں زبان کے مزاج، لفظوں کے اسعق اور اردو الفاظ کا دوسری زبانوں کے الفاظ سے تعلق یا رشتہ کی وضاحت بھی کی گئی ہے۔ ڈاکٹر شہاب الدین ثاقب کے نزدیک:

> "فی زمانہ لفظوں کی صورتیں کس طرح بدل جاتی ہیں اور ان میں معنوی تبدیلی کا عمل کس طرح ہوتا ہے۔ ان تمام کوائف پر اس لغت کے ذریعے ایسی رہنمائی ملتی ہے۔ جو لسانیات سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے سامانِ بصیرت ہے۔"(۲۱)

'لغت کبیر اردو' اردو کی تمام لغات میں ایک اہم اور منفرد اضافہ ہے۔۱۹۷۳ء میں جب 'لغت کبیر اردو' (جلد اوّل) شائع ہوئی تو علمی حلقوں میں یہ چہ میگوئیاں (۲۲) شروع ہو گئیں کہ ۱۹۴۷ء کے فسادات میں 'اردو لغت' کے مسودات ضائع نہیں ہوئے تھے بلکہ مولوی عبدالحق انہیں اپنے ساتھ پاکستان لے آئے تھے تاکہ پاکستان سے اسے شائع کرا سکیں۔ پاکستان میں وسائل کی کمی کے باوجود تنہا وہ اتنا طویل اور پیچیدہ کام کس طرح انجام دے سکتے تھے؟ ان الزامات کے حق میں وہ یہ دلائل پیش کرتے ہیں کہ مولوی صاحب کو 'اردو لغت' کا مسودہ کام مکمل ہوتے ہی حکومتِ حیدرآباد کے حوالے کر دینا چاہیے تھا جو کہ انہوں نے نہیں کیا۔ بقول ڈاکٹر سید داؤد اشرف:

> "لغت کے برباد ہونے کی خاص وجہ یہ ہے کہ مسودہ حکومت کے حوالے نہیں کیا گیا اور اہلِ حکومت کی جانب سے بھی غفلت برتی گئی۔ شرائط میں یہ طے ہوا تھا کہ مکمل مسودہ عبدالحق سے لے کر محفوظ کر لیا جائے۔ لیکن حکومت کے عہدے داروں نے لغت کا

> مکمل مسودہ حوالے کر دینے کا کبھی حکم نہیں دیا۔اربابِ حکومت اگر تمام مسودہ طلب بھی کر لیتے تو چھپائی کے آخر مرحلہ تک مولوی عبدالحق کا مشورہ ضروری تھا۔حکومت اپنی مرضی سے لغت کو چھپوانے کا کام نہیں کر سکتی تھی۔''**(۲۳)**

یہ بھی حقیقت ہے کہ حکومت آصفیہ مولوی عبدالحق کے کام سے مکمل طور پر مطمئن تھی۔اربابِ حکومت یا مولوی عبدالحق کسی کے ذہن میں کبھی اس طرح کا کوئی اندیشہ پیدا نہیں ہوا ہوگا کہ اردو لغت کے مسودات اس طرح ناگہانی طور پر تباہ و برباد بھی ہو سکتے ہیں۔سید ہاشمی فرید آبادی کی 'پنجاہ سالہ تاریخ انجمن ترقی اردو' اور مولوی عبدالحق کے مختلف اہلِ علم کے نام لکھے گئے۔خطوط ۴۶-۱۹۴۷ء کے تمام حالات و واقعات پوری جزئیات کے ساتھ ہمارے سامنے لاتے ہیں۔ان سب باتوں سے قطع نظر اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یہ 'اردو لغت' اگر اس وقت حیدر آباد میں شائع ہو جاتی تو اردو زبان اور اہلِ اردو کو اس سے بھرپور فائدہ پہنچ سکتا تھا۔یہ اردو زبان ادب کی بدقسمتی ہے کہ مولوی صاحب 'لغت کبیر اردو' کے منصوبے کو تکمیل تک نہ پہنچا سکے۔لیکن لغت کے جتنے حروف (الف ممدودہ، الف مقصودہ، ب اور بھ) انہوں نے مکمل کیے وہ بھی کچھ کم وقیع نہیں ہیں۔مولوی عبدالحق کی 'لغت کبیر اردو' اردو کی تمام لغات میں ایک اضافہ بھی ہے اور ان کی لسانی خدمات کا منفرد حصہ بھی۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ عبدالقوی دسنوی، ''علامہ محوی صدیقی''، مطبوعہ، قومی زبان، کراچی، بابائے اردو نمبر، اگست ۱۹۶۷ء۔
۲۔ ہاشمی فرید آبادی، ''پنجاہ سالہ تاریخ انجمنِ ترقی اردو''، انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی، ۱۹۸۷ء، ص ۵۵۔
۳۔ جلیل قدوائی (مرتبہ) ''مکاتیبِ عبدالحق''، کراچی، اردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۶۳ء، ص ۲۷۔
۴۔ ایضاً، ص ۴۷۔
۵۔ خط بنام عبدالستار صدیقی، محررہ ۲۷/اکتوبر ۱۹۳۰ء، مشمولہ مکاتیب عبدالحق (مرتبہ) جلیل قدوائی، ص ۷۵-۷۶۔
۶۔ شاہد احمد دہلوی، ''مولوی عبدالحق''، قومی زبان، اگست ۱۹۶۴ء، ص ۲۲-۲۳۔
۷۔ سید ہاشمی فرید آبادی: ''پنجاہ سالہ تاریخ''، ص ۵۶۔
۸۔ مکاتیبِ عبدالحق، مرتبہ، جلیل قدوائی، ص ۱۹۳-۱۹۴۔
۹۔ مسرت فردوس، ڈاکٹر، ''بابائے اردو کی خدمات، قیام اورنگ آباد کے دوران''، الوٹہ کارنجہ، اورنگ آباد، ۱۹۹۹ء، ص ۴۲۷۔
۱۰۔ شاہد احمد دہلوی: ''مولوی عبدالحق''، مطبوعہ، قومی زبان، اگست ۱۹۶۴ء، ص ۲۳۔
۱۱۔ خط بنام عبدالماجد دریا آبادی، محررہ، ۳۰/ستمبر ۱۹۴۲ء، مشمولہ، مکاتیبِ عبدالحق، ص ۲۰۸۔
۱۲۔ سید ہاشمی فرید آبادی، ''پنجاہ سالہ تاریخ انجمن ترقی اردو''، ص ۱۷۱۔

۱۳۔ ایضاً،ص۱۷۹۔

۱۴۔ ایضاً،ص۱۸۱۔

۱۵۔ خط بنام ڈاکٹر محمد داؤد رہبر،محررہ،۲۱/جنوری ۱۹۴۸ء،مشمولہ،مکاتیب عبدالحق،ص۲۸۵۔

۱۶۔ انجمن ترقی اردو کی سالانہ روئداد، یکم اپریل ۱۹۵۵ء سے ۳۱/مارچ ۱۹۵۶ء تک،ص۸۔

۱۷۔ ممتاز حسن،''اقبال اور عبدالحق''،مجلس ترقی ادب، لاہور،۱۹۷۳ء،ص۵۔

۱۸۔ سید قدرت نقوی:''مطالعہ عبدالحق''،انجمن ترقی اُردو، کراچی،۱۹۹۷ء،ص۹۰-۹۱۔

۱۹۔ لغت کبیر اردو (جلد اوّل) حصہ اوّل،حرفے چند،ڈاکٹر جمیل الدین عالی،(انجمن ترقی اردو، کراچی،۱۹۷۳ء)

۲۰۔ لغت کبیر اردو''مقدمہ''از مولوی عبدالحق،ص۴۵-۴۶۔

۲۱۔ شہاب الدین ثاقب،''بابائے اردو مولوی عبدالحق - حیات اور علمی خدمات''، انجمن ترقی اردو، کراچی، ۱۹۸۵ء، ص۷۷۔

۲۲۔ مسرت فردوس،ڈاکٹر،''بابائے اردو مولوی عبدالحق کی خدمات، قیامِ اورنگ آباد کے دوران''،ص۴۳۱۔

۲۳۔ داؤد اشرف،ڈاکٹر سید''حاصل تحقیق''،شگوفہ پبلی کیشنز، دہلی،۱۹۹۲ء۔

شاہد احمد دہلوی لکھتے ہیں:''احتشام الدین حقی کی وفات کے بعد ان کے صاحبزادے شان الحق حقی نے تمام مسودات مولوی صاحب کے حوالے کر دیئے تھے پھر خبر نہیں وہ مسودات کہاں گئے۔آں دفتر را گاؤ خورد و گاؤ را قصاب بُرد۔''
(مولوی عبدالحق،مطبوعہ،قومی زبان، اگست ۱۹۶۴ء،ص۲۳)